جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا......!
اس نے جنت کا راستہ کھو دیا۔ (ابن ماجہ)
درود شریف
کے
فضائل و معارف
افادات
سید ابوبکر غزنوی
نظرثانی
شیخ الحدیث حافظ عبدالعزیز علوی

جو شخص مجھ پر بکثرت درود بھیجے گا قیامت
کے دن وہ سب سے زیادہ میرے قریب ہوگا۔ (ترمذی)

- کتاب ---------- درود پاک کے فضائل ومعرفت
- مصنف ---------- سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ
- اہتمام ---------- محمد سرور طارق
- اشاعت ---------- ذوالحجہ ۱۴۲۶ھ، جنوری 2006ء

ناشر

TARIQ ACADEMY
D/Ground (samosa chok)
Faisalabad, PAKISTAN.
☎ 0092 41 8546964, 8715768
Fax:0092 41 8733350
E.mail: ilmoagahi74@yahoo.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ (الاحزاب: ۵۶)

"یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی ان پر خوب درود و سلام بھیجو۔"

درود شریف پڑھنے کا فائدہ

ہم جو درود شریف پڑھتے ہیں، اس کا کیا فائدہ ہوتا ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے بھی فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے تو اللہ اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے۔ اس سورۃ الاحزاب کی دو آیتوں کو ایک ساتھ پڑھیں۔ دیکھیں کتنی اہم بات سامنے آتی ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (الاحزاب: 56)

"بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، مومنو! تم بھی اُن پر درود و سلام بھیجا کرو۔"

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ۝ (الاحزاب: 43)

"(اے نبیؐ) اللہ وہ ذات گرامی ہے کہ وہ تم پر درود بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نکال کے روشنی میں لے آئے۔"

معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص اندھیروں میں پڑا ہے اور روشنی کا طالب ہے تو اسے نبی کریم ﷺ سے دلی تعلق پیدا کرنا چاہیے اور اس کام کے لئے اسے درود شریف کی کثرت کرنی چاہیے۔ وہ شخص جب حضور ﷺ پر درود بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر درود بھیجیں گے (فرشتے بھی) اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ رحمانی درود کے ذریعے اسے ظلمت سے نکال کر روشنی میں لایا جائے گا۔

نبی ﷺ پر درود و سلام بھیجنا مرضِ نفاق کا علاج ہے۔ اس لئے کہ یہاں جس محل میں اس کی ہدایت فرمائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ منافقوں کی طرح نبی کو ایذاء پہنچانے کے بجائے اہلِ ایمان کو نبی ﷺ پر درود بھیجنا چاہیے۔ اس سے یہ بات واضح طور پر نکلتی ہے کہ جو لوگ درود کا اہتمام رکھتے ہیں ان کے اندر نفاق راہ نہیں پاتا۔

فہرست

درودِ پاک

محبت رسول ﷺ کا پیمانہ

درود شریف فطری طور پر ہر مسلمان کے دل سے نکلے گا

جسے یہ احساس ہو کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بعد ہمارے سب سے بڑے

محسن ہیں۔ اسلام اور ایمان کی جتنی قدر انسان کے دل میں ہوگی اتنی ہی

زیادہ قدر اس کے دل میں نبی کے احسانات کی بھی ہوگی اور جتنا زیادہ آدمی ان

احسانات کا قدر شناس ہوگا اتنا ہی زیادہ حضور پر درود شریف بھیجے گا، پس درحقیقت

کثرت درود شریف پیمانہ ہے جو ناپ کر بتا دیتا ہے کہ دین محمد ﷺ سے ایک

آدمی کتنا گہرا تعلق رکھتا ہے اور نعمت ایمان کی کتنی قدر اس کے دل

میں ہے۔ (سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ)

حدیث مبارک ہے: جو ایک بار درود پڑھتا ہے اللہ پاک اس پر

دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ (نسائی)

سب سے افضل درود پاک درودِ ابراہیمی (نماز والا) ہے۔

دنیا و آخرت کی برکتوں کا نسخہ......درود پاک

رسول اللہ ﷺ کی محبت ہر مسلمان کے دل کی آواز اور دھڑکن ہے...... روئے زمین کا ہر مسلمان جہاں اللہ رب العزت کی بڑھائی اور عظمت بیان کرتا ہے وہاں محمد ﷺ کی نبوت کا بھی اعلان کرتا ہے......دائرہ اسلام میں داخل ہونے کیلئے بھی اشہد لا الہ الا اللہ کے ساتھ اشہد ان محمد رسول اللہ کا اقرار لازمی قرار دیا گیا ہے......

آج روئے زمین کا کوئی کونا ایسا نہیں جہاں ورفعنا لک ذکرک کا فرمان خداوندی حقیقت کا روپ دھارے سنائی نہ دے رہا ہو......ذکر رسول ﷺ اور محبت رسول ﷺ کو دوام بخشنے کیلئے اللہ رب العزت نے حکم صادر فرمایا: "یا ایھا الذین امنو......الخ احزاب:56" "اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی نبی ﷺ پر درود و سلام بھیجو"

مسلمانوں کی کوئی محفل اور کوئی عبادت درود و سلام کی صداؤں سے خالی نہیں ہوتی......درود کیا ہے؟ کیسے پڑھا جائے؟ درود کے فیوض و برکات کیا ہیں؟ اس موضوع پر کئی کتب دستیاب ہیں......لیکن مشہور دانشور عارف باللہ پروفیسر سید ابوبکر غزنویؒ نے درود پاک کی برکتوں اور معرفت پر ایک نہایت نرالہ کتابچہ تحریر فرمایا۔ سید ابوبکر غزنویؒ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں...... سید ابوبکر غزنویؒ مشہور علمی و روحانی خاندان غزنویہ کے چشم و چراغ تھے۔ جو اپنے علمی کمالات کے باعث بہاولپور اسلامیہ یونیورسٹی کے پہلے وائس چانسلر بنائے گئے۔

بلا شبہ درود شریف کے فیوض و برکات اس قدر ہیں کہ شمار نہیں کیے جاسکتے...... اگر مختصراً یہ کہا جائے کہ دنیا و آخرت کی تمام برکتوں کے حصول اور تمام تر غموں اور پریشانیوں سے نجات کے لئے یہ ایک مکمل نسخہ ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ سرور

کائنات ﷺ نے اپنے ایک صحابی ابی بن کعبؓ سے فرمایا تھا:

''اے کعب اگر تم اپنی ساری دعا کا وقت درود پڑھنے کے لئے وقف کر دو تو یہ تمہاری دنیا اور آخرت کے سارے دکھوں، غموں اور پریشانیوں کے لئے کافی ہوگا۔'' (ترمذی)

درود پاک کی برکتوں سے فیض یاب ہونے والے اولیاء اللہ کے واقعات سے کتابیں بھری پڑی ہیں...... شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے والد گرامی شاہ عبدالرحیمؒ فرمایا کرتے تھے: ''خدمتِ دین کی جتنی بھی سعادت مجھے حاصل ہوئی وہ سب درود شریف کی برکتوں کے سبب ہوئی......''

دنیا و آخرت کی برکتوں اور رحمتوں کے حصول کیلئے طارق اکیڈمی کا یہ گراں قدر تحفہ یقیناً بے قرار روحوں اور پریشان حال دلوں کیلئے نسخۂ شفا ثابت ہوگا...... برکتوں اور رحمتوں کے علاوہ یہ اتنی بڑی عبادت اور اتنا عظیم الشان عمل ہے کہ اس عمل میں اللہ رب العزت کی ذات عظیم، اس کے فرشتے اور درود پڑھنے والے انسان بھی شامل ہیں۔

قارئین کرام ...... سید ابو بکر غزنویؒ کی بلندی درجات کے ساتھ ساتھ طارق اکیڈمی کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں...... تاکہ علم و ادب کی خدمت کے یہ سلسلے جاری رہیں، ادارہ قابل صد احترام شیخ الحدیث حافظ عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ کا تہہ دل سے شکر گزار ہے۔ جن کی نظر ثانی اور مفید حواشی نے کتاب کو مزید مفید بنا دیا ...... کتاب کی معنوی و صوری خوبصورتی اور تزئین کا بیشتر کام برادر عزیز محمد سلیم جباری حفظہ اللہ کی کاوش کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام دوستوں اور معاونین کو اجرِ عظیم سے نوازے اور کوششوں کو ہمارے لئے زادِ راہ اور توشۂ آخرت بنائے۔

محمد سرور طارق

2 ذوالحج 2006ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

سورۂ احزاب میں ہے:

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ (الاحزاب:٥٦)

''یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی ان پر خوب درود وسلام بھیجو۔''

خود اللہ ان پر درود بھیج رہا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء اکرام کی توصیف اور تعریف فرمائی اور ان کی تکریم اور تعظیم کا حکم دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، تو فرشتوں کو حکم دیا کہ انہیں سجدہ کرو۔ ظاہر ہے کہ یہ تعظیم ایسی ہے کہ خود اللہ اس میں شریک نہ تھا۔ یہ شرف اور اعزاز صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کو حاصل ہے کہ اوّلاً خود اللہ ان پر درود بھیج رہا ہے...... اپنی مخصوص ترین رحمتیں ان پر نازل فرما رہا ہے۔

اس کے ملائکہ اس پر درود بھیج رہے ہیں۔ تمام ملائکہ مقربین، حاملین عرش، ساتوں آسمانوں میں بسنے والے کراماً کاتبین سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیج رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں یہ کہہ رہے ہیں کہ عالم علوی میرے حبیب ﷺ پر درود و سلام سے گونج رہا ہے۔ اے عالم سفلی میں بسنے والو! تم بھی ان پر پیہم درود وسلام بھیجو تاکہ عالم علوی اور عالم سفلی بیک وقت میرے حبیب ﷺ پر درود وسلام سے گونج اٹھے اور عرش بریں سے عرش زمیں تک پیہم غلغلہ برپا ہو ''صلی اللہ علیہ وسلم''

آیت کو لفظ ''انّ'' کے ساتھ شروع کیا جو حرف تاکید ہے۔ یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ درود بھیج رہا ہے اور صیغہ مضارع استعمال کیا...... ''یصلّون'' کہا۔ یعنی یہ نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے کبھی اس پر درود بھیجتے ہیں اور کبھی نہیں بھیجتے ہیں۔ صیغہ مضارع

اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ مسلسل اور پیہم درود بھیجتے ہیں۔

علامہ محمود آلوسیؒ روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی امت کو حکم نہیں دیا کہ وہ اپنے پیغمبر پر درود و صلوٰۃ بھیجیں۔ یہ خصوصیت حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی ہے کہ ان پر درود بھیجنے کا حکم ہوا۔

حضرت رصاعؒ نے فرمایا کہ اس آیت میں لفظ "اللہ آیا ہے جو اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے اور جامع جمیع اسماء و صفات ہے اگر اللہ کہتا "ان الرب یصلون علی النبی "یا" ان الرحمان وملٰئکۃ یصلّون علی النبی "تو یہ واہمہ ہو سکتا تھا کہ ان پر صرف اسم رب یا اسم رحمٰن کا ہی فیضان ہوتا ہے۔ لیکن لفظ "اللہ" سے معلوم ہوا کہ ان پر ذات اور تمام اسماء و صفات کا فیضان وارد ہوتا ہے۔ حضرت رصاعؒ نے یہ بھی فرمایا کہ حضور ﷺ کے بہت سے اسماء ہیں۔ یہاں نبی ﷺ کے لفظ سے ذکر فرمایا اور دوسرے اسماء و صفات کا ذکر نہ کیا، اس لئے کہ آپ کی اور دوسرے انبیاء کی یہ صفت سب سے نمایاں ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں علوم لدنی عطا کرتے ہیں۔ معارف و حقائق کی خبر دیتے ہیں۔ حضور کی غایت درجہ تکریم و تعظیم مقصود تھی۔ اس لئے "علی النبی" کہا اور ذاتی نام یعنی لفظ "محمد ﷺ" کے ساتھ ان کا ذکر نہ کیا۔

ہمارے درود کی انہیں حاجت کیا ہے؟

وہ لوگ جو دین میں کٹ حجتیاں کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے فرشتے حضور پر صلوٰۃ و سلام بھیجتے ہیں تو ہمارے درود کی انہیں کیا حاجت ہوئی؟ جب خود اللہ ان پر درود بھیج رہا ہے تو ہمارے درود کی انہیں کچھ احتیاج نہیں۔ اگر اس زاویہ نگاہ سے دیکھا جائے تو وہ ذاتِ گرامی جس پر خود اللہ درود بھیج رہا ہے، فرشتوں کے درود کی بھی محتاج نہیں، حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے یہ حکم محض "اکراماً و تعظیماً لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" دیا ہے اور ہم پر شفقت کی کہ اس بہانے ہم اجر و ثواب کے مستحق ٹھہریں۔

رحمتِ حق بہانہ می جوید   رحمتِ حق بہانہ می جوید

اللہ کی رحمت تو بخشش کے بہانے ڈھونڈتی ہے

﴿من صلّی علی صلوۃ واحدۃً صلی اللّٰہ علیہ عشرا﴾(مسلم و ابوداؤد)

''جو مجھ پر ایک درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔''

وہ انسانیت کا محسنِ اعظم ...... وہ اللہ اور مخلوق کے درمیان واسطۂ عظمیٰ ...... وہ جس نے انسان کو خیر و شر کی حقیقت سمجھائی ...... وہ جو اللہ کی معرفت، اس کی محبت اور تقرب کا وسیلۂ کبریٰ ہے، وہ کتاب و حکمت کی تعلیم دینے والا، وہ روحوں کا تزکیہ کرنے والا، وہ یتیموں، مسکینوں، بیواؤں محتاجوں اور لاوارثوں پر ابرِ رحمت بن کر برسنے والا ...... اس کے احسانات ہم پر اس قدر زیادہ ہیں کہ ہمارا صلوٰۃ وسلام اس کے احسانات کے لاکھوں حصہ کی مکافات و جزا بھی نہیں ہوسکتا، اس لئے اہل اللہ نے کہا کہ صلوٰۃ وسلام کی کسی مقدار پر بھی پہنچ کر یہ خیال نہ کرو کہ تم نے سرورِ دو عالم کا حق ادا کردیا۔ یہ تو تم نے اپنے ہی لئے رحمت کا سامان کیا۔ اگر تمام امتِ محمدیہ کے افراد مل کر صبح و شام مسلسل اور پیہم ان پر درود و سلام بھیجیں، تو بھی اس محسنِ اعظم کا حق ادا کرنے سے یکسر قاصر رہیں۔

اوپر دی ہوئی آیت پر غور کیجئے۔ اس آیت میں یہ نہیں کہا کہ تم صلوٰۃ وسلام کی دعا کرو تو میں صلوٰۃ وسلام نبی اکرم پر بھیجوں گا۔ فقرے کی ساخت پر غور کیجئے امر و جواب الامر نہیں ہے، شرط و جزا نہیں ہے بلکہ یوں کہا کہ اللہ تو درود بھیج ہی رہا ہے...... وہ اللہ کی مخصوص ترین رحمتوں کا محیط تو ہیں ہی، تم بھی درود بھیجو کہ اس کی برکت سے تمہیں بھی اپنی رحمتوں سے نوازے۔ ان پر تو رحمتیں پیہم برس رہی ہیں، اے حلقہ بگوشانِ محمدؐ! تم بھی جھولیاں بھر لو۔ وہ ذاتِ گرامی جس پر خود اللہ اور تمام فرشتے مسلسل اور پیہم صلوٰۃ وسلام بھیج رہے ہیں، ان کو تمہارے درود کی حاجت کیا ہے؟

آپ ﷺ کے اسمِ گرامی کے ساتھ ''سیدنا'' کا اضافہ:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسمِ گرامی کے ساتھ ''سیدنا'' کا لفظ بڑھانے پر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں، مغالطے کا باعث غالباً ابوداؤد شریف کی یہ حدیث ہے کہ ایک صحابی ابومطرف سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں ایک وفد کے ساتھ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا، ہم نے عرض کیا:

''اَنْتَ سَیِّدُنَا'' (آپ ہمارے سردار ہیں) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''السَّیِّدُ اللّٰہ'' یعنی حقیقی سیادت اور کمال سیادت تو اللہ ہی کے لئے ہے۔ ابوداؤد شریف ہی میں ایک صحابی کا قصہ منقول ہے۔ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشتِ مبارک پر مہرِ نبوت دیکھ کر یہ درخواست کی تھی یہ جو ابھرا ہوا گوشت آپ کی پشتِ مبارک پر ہے۔ مجھے دکھلایئے۔ میں طبیب ہوں، میں اس کا علاج کروں گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: طبیب تو اللہ تعالیٰ ہے جس نے اسے پیدا کیا، اس حدیث کی بناء پر معالجوں کو طبیب کہنا کون حرام قرار دے سکتا ہے۔

سچی بات تو ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں ''طبیب'' شمار ہی نہیں ہوتا۔ قرآن کے تیس پاروں میں کہیں اللہ کے لئے طبیب کا لفظ استعمال نہیں ہوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اپنے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿انا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ﴾ (بخاری و مسلم)

''میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا۔''

ترمذی شریف میں حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

﴿انا سَیِّدُ وُلْدِ آدم یوم القیٰمۃ وَلَا فَخْرَ﴾

''میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور اس پر کوئی فخر نہیں کرتا ہوں۔''

﴿اِبْنِی ھٰذا سَیِّدٌ﴾ ''میرا یہ بیٹا سردار ہے۔''

امام نسائیؒ نے "عمل الیوم واللیلۃ" میں لکھا ہے کہ حضرت سہیلؓ بن حنیف نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "یا سیدی" کہہ کر خطاب کیا۔ حضرت سعدؓ کی قوم کو حضرت سعدؓ کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا:

﴿قوموا الی سیّدِکُم﴾ "اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔"

قرآن مجید میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں "سیداً وحصوراً" کے لفظ آئے ہیں اور خاوند کیلئے بھی قرآن نے سید کا لفظ استعمال کیا ہے۔ "والفیا سیدھا لدالباب" (حضرت یوسف اور زلیخا نے، زلیخا کے شوہر کو دروازے کے پاس پایا)

بخاری شریف میں حضرت عمرؓ کا ارشاد منقول ہے، وہ فرمایا کرتے تھے:

"ابوبکر سیدنا واعتق سیدنا یعنی بلالاً"

"ابوبکرؓ ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار بلالؓ کو انہوں نے آزاد کیا۔"

امام بخاریؒ نے الادب المفرد میں ذکر کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنو سلمہ سے پوچھا: ﴿من سید کم﴾ "تمہارا سردار کون ہے؟"

انہوں نے عرض کیا: "جد بن قیس" آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿بل سیّد کم عمرو بن الجموح﴾ "بلکہ تمہارا سردار عمرو بن جموح ہے"

امام بخاری نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ مخلوق کے لئے "سید" کا لفظ بولنا جائز ہے۔

امام بخاریؒ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد بھی نقل کیا ہے کہ کوئی شخص اپنے سردار کو "اَطْعِمْ رَبَّکَ وَضِّئْ رَبَّکَ" نہ کہے "ولیقل سیدی و مولای" بلکہ یوں کہے کہ میرا سید اور میرا مولا۔

اس حدیث سے تو بات بالکل صاف اور واضح ہو گئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام "سید اور مولیٰ" کہنے کا حکم فرما رہے ہیں۔1

---

1. آپ کے سید الناس ہونے میں اختلاف نہیں ہے مسئلہ درود میں لفظ سید کے اضافے کا ہے۔ (بقیہ آگے)

حضرت عبداللہ ابنِ مسعودؓ کا ایک قول ابنِ ماجہ میں ہے۔انہوں نے فرمایا کہ جب تم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجا کرو تو اسے سنوار لیا کرو۔ میں امید کرتا ہوں کہ وہ ویسے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔لوگوں نے کہا ہمیں سکھا دیجئے ۔انہوں نے فرمایا کہ درود یوں پڑھا کرو۔

﴿اللّٰھم اجعل صلوتك و رحمتك و بركات على سيد المرسلين وامام المتقين و خاتم النبيين محمد عبدك و رسولك امام الخير وقائد الخير و رسول الرحمة اللّٰھم ابعثه مقامًا محموداً يغبط به الاوّلون و الآخرون اللّٰھم صل على محمد وعلى الِ محمد كما صلّيت على ابراهيم و على آلِ ابراهيم انك حميد مجيد وبارك على محمد وعلى ال محمد كما باركت على ابراهيم وعلى ال ابراهيم انك حميد مجيد۔﴾

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جیسے جلیل القدر صحابی ''على سيد المرسلين'' کہنے کی تلقین فرما رہے ہیں تو پھر ''اللّٰھم صل على سيدنا محمد'' کہنے پر معترض ہونے کی گنجائش کہاں باقی رہی۔

آپ کے اسم گرامی کے ساتھ لفظ ''مولانا'' کا اضافہ

بعض لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم گرامی کے ساتھ ''مولانا'' کا لفظ بھی پسند نہیں کرتے ۔غزوہ احد کے قصے میں ابوسفیان کو جواب دیتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا: ﴿اللّٰہُ مَوْلانا و لامولىٰ لكم﴾

لیکن اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ غیر اللہ کے لئے مولیٰ کا لفظ بولنا جائز نہیں ہے۔ یہاں بھی کمال ولایت مراد ہے کہ حقیقی مولیٰ اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

(بقیہ حاشیہ) علامہ البانیؒ نے صفۃ الصلوٰۃ میں اس مسئلہ پر تفصیلی گفتگو فرمائی ہے اور مختلف آئمہ کے حوالے سے لکھا ہے، درود میں یہ اضافہ صحیح نہیں ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے صفۃ الصلوٰۃ (عبدالعزیز علوی)

نے حضرت زید بن حارثہ ؓ سے فرمایا تھا ﴿أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلَانَا﴾ (صحیحین)۔ مسند احمد اور ترمذی شریف میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

﴿من كنت مولاهٗ فعليٌّ مولاهٗ﴾

''جس کا میں دوست ہوں علی ؓ بھی اس کے دوست ہیں۔ جس کا میں حامی و ناصر ہوں علی ؓ بھی اس کے حامی و ناصر ہیں۔''

یہ عجیب بات ہے کہ بعض نیم خواندہ مولوی اپنے نام کے ساتھ تو بڑے التزام کے ساتھ مولانا لکھتے ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مولانا کہنے میں انہیں تامل ہے۔ اور اسے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ سیادت اور ولایت ازلی ہے، ابدی ہے، دائمی ہے، سرمدی ہے، قدیم ہے، مستقل بالذات ہے، لامتناہی ہے اور جب صفت سیادت اور ولایت سے مخلوق متصف ہوتی ہے تو یہ صفت حادث ہوتی ہے۔ محدود ہوتی ہے اور اللہ کی صفت سے ماخوذ ہوتی ہے۔

پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مولانا کہنے میں کچھ قباحت نہیں، بلکہ عین حُسنِ عبادت ہے۔

درود نہ پڑھنے پر وعید

﴿عن كعب بن عجرة ؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلّم أُحضُر والمنبر فحضَرْنا فلمّا ارْتقىٰ درجةً قَال امين ـ ثمّ ارْتقىٰ الثّانية فقال امين۔ ثُمّ ارْتقىٰ الثّالِثَةَ فقال امين۔ فلمّا نزل قُلْنا يارسول اللّٰهِ قَدْ سمعنا منكَ اليَوْمَ شيئاً مّا كُنّا نَسْمَعُه فقال إنّ جبريْلَ عَرَضَ لِيْ فقال بَعُدَ مَنْ اَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغفرْلَهٗ قُلْتُ امِيْنَ فلمّا رَقِيْتُ الثانية قال بَعُدَ مَنْ ذُكِرْتَ عنده فلم يُصَلِّ عليك فقلتُ امين۔ فلمّا رقيتُ الثالِثَةَ قَالَ بَعُدَ من ادرك ابَوَيْهِ الكِبَرُ عِندَهٗ او احَدَهُمَا فَلَمْ يُدْخِلاهُ الجنّةَ قُلْتُ امين﴾ (رواہُ الحاكم و البخاري و ابن حبان)

''حضرت کعب بن عجرۃ ؓ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ منبر کے پاس آ جاؤ تو ہم لوگ پاس آ گئے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منبر کے پہلے پائے پر قدم رکھا تو فرمایا آمین۔ جب دوسرے پر قدم رکھا تو فرمایا آمین۔ جب تیسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین۔ جب آپ خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے اُترے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ سے منبر پر چڑھتے ہوئے ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت جبریل میرے سامنے آئے تھے انہوں نے کہا کہ رحمت سے دور ہو وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی، میں نے کہا یا اللہ قبول کر۔ جب دوسرے پائے پر میں نے قدم رکھا تو جبریل نے کہا رحمت سے دور ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود بھیجنے کی بھی زحمت نہ کرے۔ میں نے کہا یا اللہ قبول کر۔ جب میں نے تیسرے پائے پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا رحمت سے دور ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی بڑھاپے کو پہنچے اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں۔ میں نے کہا یا اللہ قبول کر۔'' 1

آپ غور کیجئے کہ حضرت جبریل علیہ السلام ایسا مقرب بارگاہِ الٰہی فرشتہ جس کے لئے بددعا کرے اور سرورِ کونین جس بددعا پر آمین کہیں اس سے زیادہ سخت بددعا کون سی ہو سکتی ہے۔

پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لکھتے وقت اور بولتے وقت صلوٰۃ وسلام کا التزام چاہیے گو عبارت لکھتے ہوئے یا دورانِ گفتگو بیسیوں بار آپ کا اسمِ گرامی آئے۔ ہر بار کا نئے ذوق وشوق کے ساتھ اور اک نئے ولولے کے ساتھ درود بھیجنا چاہیے۔ وہ جنہوں نے اپنی پوری زندگی ہمیں سنوارنے کے لئے کھپا دی، حیف ہے ہم پر کہ ہم ان کے اسمِ گرامی پر ہونٹوں کو جنبش دینے میں بھی بخل کریں۔ نسائی شریف میں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ

---

1 ادب المفرد میں ہے امام حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا ہے اور امام بیہقی نے کہا ہے رجال ثقات، اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن ایک راوی اسحاق بن کعب مجہول الحال ہے۔ جلاء الافہام ص: 75 (عبدالعزیز علوی)

والسلام نے فرمایا: ﴿البخیلُ من ذُکِرتُ عندہٗ فلم یُصَلِّ عَلیَّ﴾
''بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔''
اور حضرت ابوذر ؓ کی روایت میں تو آپ ﷺ نے اسے بخیل ترین انسان قرار دیا جو آپ ﷺ کے اسمِ گرامی کو سن کر درود نہ بھیجتا ہو۔ ابوذر ؓ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ﴿الا اُخبرکَ باَبخل الناس﴾
''میں تمہیں نہ بتاؤں کہ بخیل ترین انسان کون ہے۔''
صحابہ ؓ نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا۔
﴿مَن ذُکِرتُ عندہٗ فلم یُصَلِّ عَلیَّ فَذٰلِکَ اَبخَلُ النَّاسِ﴾
''آپ ﷺ نے فرمایا جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے تو وہ بخیل ترین انسان ہے۔'' (علامہ سخاویؒ نے القول البدیع میں اس کی تخریج کی ہے)
اور جس شخص کو رحمۃ للعالمین ﷺ بخیل ترین انسان فرمائیں تو اس کی بدبختی میں شک و شبہ کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے۔

بارگاہِ رسالت ﷺ میں قربت کی راہ

دوستو! درود شریف بہت بڑا وظیفہ ہے۔ اُبی بن کعب ؓ کہتے ہیں۔ میں نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں عرض کیا کہ میں آپ ﷺ پر درود کثرت سے بھیجنا چاہتا ہوں۔ میں اوقاتِ ذکر میں سے کتنا وقت درود کے لئے وقف کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جتنا تیرا جی چاہے۔ میں نے عرض کیا کہ وقت کا چوتھا حصہ درود کے لئے وقف کرلوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جیسے تیرا جی چاہے۔ اور اگر تو اس سے زیادہ وقت صرف کرے تو وہ تیرے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا اگر آدھا وقت درود پڑھتا رہوں؟
آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿ما شئتَ فان زدتَ فھو خیرٌ لکَ﴾
''اور اگر تو زیادہ پڑھے تو تیرے حق میں بہتر ہے۔''

میں نے کہا دو تہائی پڑھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جیسے تیرا جی چاہے، اور اگر تو اس سے بھی زیادہ پڑھے تو تیرے لئے اور بھی بہتر ہو۔ حضرت ابی ؓ نے عرض کیا پھر تو میں سارا وقت آپ ﷺ پر درود ہی کا وظیفہ پڑھا کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "پھر تو تیرے سب غم (دین و دنیا کے) چھوٹ جائیں گے اور تیرے سب گناہ مٹ جائیں گے۔ (تحفۃ الاحوذی، شرح ترمذی)

شیخ عبدالحق ؒ کو جب ان کے شیخ عبدالوہاب متقی ؒ نے مدینہ منورہ کی زیارت کے لئے رخصت کیا تو فرمایا "عبدالحق! اس بات کو سمجھو اور پلے باندھو کہ اس سفر میں فرائض کی ادائیگی کے بعد سرور کائنات ﷺ پر درود شریف سے بہتر کوئی عبادت نہیں ہے۔ اپنے تمام اوقات اسی پر صرف کرنا اور کسی بات میں مشغول نہ ہونا۔ شیخ عبدالحق ؒ نے عرض کیا کہ کوئی تعداد مقرر فرما دیجئے۔ فرمایا: بے حد و بے حساب پڑھو۔ ہر وقت درود تمہاری زبان پر جاری ہو اور اس کے انوار میں ڈوب جاؤ۔ بالخصوص جمعہ کے روز تو درود و سلام میں ڈوب جانا چاہیے۔ اوس بن اوس ؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔

﴿من افضل ایامکم یوم الجمعة فیه خلق اللّٰه ادم و فیه قبض و فیه النفخة وفیه الصعقة فاکثروا علیّ من الصلوٰة فیه فانّ صلوتکم معروضة علیّ قالوا یارسول اللّٰه و کیف تعرض علیك صلاتنا وقدارمت یعنی وقد بلیت فقال ان اللّٰه عزوجل حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء﴾

(احمد و ابوداؤد و نسائی و ابن ماجه و ابن حاکم)

"تم جو دن بسر کرتے ہو ان میں سے سب سے افضل جمعہ کا دن ہے اسی دن آدم علیہ السلام کو اللہ نے پیدا کیا، اسی دن ان کی روح قبض کی گئی۔ اسی دن صور پھونکا جائے گا۔ اسی دن سب پر بے ہوشی طاری ہوگی۔ تم اس دن مجھ پر درود بہت پڑھا کرو۔ واقعی تمہارا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ جب آپ ﷺ مٹی ہو جائیں گے تو ہمارا درود کیونکر آپ ﷺ کے سامنے پیش ہو سکے گا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین

پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھا سکے۔''1

حضرت ابو ہریرہ ﷜ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿من صلّٰی علیّ صلوۃ واحدۃً صلی اللّٰہ علیہ عشرا﴾ (مسلم و ابو داؤد)

''جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔''

پس زبانوں کو حرکت میں لاؤ اور بارگاہِ رسالت ﷺ میں درود و سلام مسلسل اور پیہم بھیجو۔ اللہ نے فرشتوں کو اسی کام کے لئے وقف کر رکھا ہے کہ اس کائنات میں جو کوئی ان کے حبیب ﷺ پر درود بھیجے وہ فرشتے درود کے تحفے بارگاہِ رسالت ﷺ میں پیش کرتے رہیں۔ جیسا کہ نسائی شریف میں ہے۔ حضرت ابن مسعود ﷜ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

﴿اِنَّ لِلّٰہِ ملٰئکۃً سیّاحِیْنَ تُبَلِّغُوْنِی عن اُمّتی السَّلام﴾

''اللہ کے کچھ فرشتے ہیں جو پھرتے رہتے ہیں۔ سیاحت کرتے رہتے ہیں اور میری امت کی طرف سے صلوٰۃ و سلام کے تحفے مجھے پہنچاتے رہتے ہیں۔''2

جو شخص روضۂ اطہر کے پاس کھڑے ہو کر درود بھیجتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود درود کو سنتے ہیں اور جواب دیتے ہے اور جو دور سے درود بھیجتا ہے وہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں ملائکہ پہنچا دیتے ہیں۔ جیسا کہ بیہقی شعب الایمان میں لائے ہیں۔

﴿من صلّٰی علیّ عنہ قبری سمعتہ و من صلّٰی علیّ نائیا اُبلغتہ﴾3

پس اس بات کو پلے باندھیے کہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں قرب حاصل کرنے کے

---

1 یہ روایت صحیح ہے، دیکھئے المصباح المنیر فی تہذیب ابن کثیر صفحہ 1105 (عبدالعزیز علوی)

2 جلاء الافہام میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ فرشتے نبی اکرم پر درود بھیجنے والوں پر مقرر ہیں، جو ان کا درود آپ تک پہنچاتے ہیں۔ حدیث نمبر 144 (عبدالعزیز علوی)

3 حافظ ابن قیم نے جلاء الافہام میں لکھا ہے: ھذا حدیث غریب جدا۔ یعنی یہ روایت بہت زیادہ غریب بلکہ تقریباً موضوع ہے۔ حدیث نمبر 33 صفحہ 109 (عبدالعزیز علوی)

لئے کثرتِ درود اکسیر اعظم ہے۔ کبریت احمر ہے۔ آپ نے فرمایا۔

﴿فمن کان اکثرھم علیّ صلوٰۃً کان اقربھم منّی منزلۃً﴾ (بیہقی)

"جو جتنا زیادہ درود پڑھتا ہے وہ اسی قدر میرے قریب ہوتا ہے۔"

درود میں فنا ہونے والوں کو اس دنیا میں بھی قربِ بارگاہِ رسالت ﷺ حاصل ہوتا ہے، عالم برزخ میں بھی اور روزِ محشر میں بھی، وہی لوگ مقربین بارگاہِ رسالت ﷺ ہوں گے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضاحت فرمائی ہے۔

﴿انّ اولی الناس بی یوم القیمۃ اکثرھم علیّ صلوٰۃ﴾

"قیامت کے روز بھی سب سے زیادہ وہی لوگ میرے قریب ہوں گے جو سب سے زیادہ مجھ پر درود پڑھتے ہیں۔"

مسنون صلوٰۃ وسلام

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قربت چاہنے والے، درود و سلام کے تحائف بارگاہِ رسالت ﷺ میں پیش کرتے ہیں۔ درود و سلام ان کی قربت کا عظیم ذریعہ ہے۔ پس یہ بات بڑی اہم ہے کہ کن الفاظ میں صلوٰۃ وسلام بارگاہِ رسالت ﷺ میں پیش کیا جائے۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفقت ہے کہ خود صلوٰۃ وسلام بھیجنے کا طریقہ بھی سکھا دیا اور چونکہ مختلف انسانوں کی طبیعتیں اور کیفیتیں مختلف ہوتی ہیں، ان کی حکمت کا تقاضا ہوا کہ متعدد اقسام کے صلوٰۃ وسلام سکھائیں۔ بعض لوگوں کو ان اوراد سے طبعی مناسبت ہوتی ہے۔ جن کے الفاظ مختصر ہوں اور بعض لوگوں کا ذوق طوالت کا طلب گار ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختصر درود بھی سکھائے ہیں اور طویل بھی۔ کچھ ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں کہ ایک ہی درود پڑھتے پڑھتے بتقاضائے بشریت ان کی طبیعت ملول ہو جاتی ہے۔ درود پڑھنے والے کو اکتاہٹ سے بچانے کے لئے بھی آپ نے ضروری سمجھا کہ صلوٰۃ و سلام کے الفاظ میں تنوع پیدا کریں۔ مختلف صحابہ کو مختلف درود سکھائے۔ ہر صحابی کو درود سکھاتے وقت اس کے ذوق اور مزاج کو پیش نظر رکھا۔ ہم یہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے بتائے ہوئے چند درود یکجا کرتے ہیں اور اس بات پر دل و دماغ کی ہم آہنگی سے ایمان لانا چاہیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بتایا ہوا درود تمام درودوں سے افضل اور اولیٰ ہے۔ مسنون درود کبھی نہ پڑھنا اور عمر بھر اپنے جی سے گھڑ کر درود پڑھتے رہنا طالب کی خامکاری کی دلیل ہے۔

مسنون درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ٥ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

''اے اللہ! تو محمد ﷺ اور آپ کی آل پر درود بھیج، جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر درود بھیجا، بے شک تو حمد (اور) بزرگی والا ہے۔

اے اللہ! تو محمد ﷺ اور آپ کی آل پر اس طرح برکتیں نازل فرما، جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر نازل کی تھیں۔ بے شک تو حمد والا (اور) بزرگی والا ہے۔''

درود شریف کے مطالب اور معارف

لفظ ''اَللّٰھُمَّ'' کی تشریح

مسنون دعاؤں میں یہ کلمہ کثرت سے استعمال ہوا ہے۔ اَللّٰھُمَّ کے معنی ''یا اللہ'' ہیں۔ اس میں کچھ اختلاف نہیں۔ اور ''اللّٰہ'' اسم ذات ہے اور جامع جمیع صفات ہے۔ جب ہم ''یَاغَفُوْرُ'' کہتے ہیں یا ''یَارَحِیْمُ'' کہتے ہیں تو اللہ کی صفات میں سے ایک صفت کے ساتھ اسے پکارتے ہیں۔ اور اس کے ذاتی نام ''اللّٰہ'' سے اسے پکارتے ہیں، تو اسم ذات کے اندر اس کی سب صفتیں سمٹ آتی ہیں۔ 1

یہی معنی ہے نضر بن شمیل کے اس قول کا۔

﴿من قال اللّٰھم فقد سأل اللّٰہ لجمیع اسمائہ﴾

''جس نے ''یا اللہ'' کہا اس نے اللہ کے تمام اسمائے حسنیٰ کے ساتھ دعا کی۔''

لفظ ''الصَّلٰوۃ'' 2 سلام، رحمت اور برکت کی تشریح

جب ہم کہتے ہیں ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ'' تو اس کے یہ معنی ہیں کہ ''اے اللہ تو اپنی مخصوص ترین رحمتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل فرما۔''

قرآن مجید میں ہے: ﴿یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾

''اے ایمان والو! نبی اکرم ﷺ پر صلوٰۃ بھی بھیجو اور سلام بھی۔''

یہ صلوٰۃ کیا ہے، یہ سلام کیا ہے؟ اور ان دونوں میں حدِ فاصل کیونکر کھینچیں؟ کہیں درود پڑھنا یوں سکھایا: ﴿اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ﴾

یہ برکت کیا ہے؟ کبھی درود ان الفاظ میں بھیجا جاتا ہے۔

---

1 تفصیل کے لئے دیکھئے، جلاء الافہام، صفحہ 248

2 حافظ ابن قیم نے صلاۃ کے دو معنی بیان کئے ہیں (1) دعا و تبریک (2) عبادت (عبدالعزیز علوی)

﴿اَللّٰھُمَّ اجعل صلوتك و رحمتك و بركاتك﴾
کیا صلوٰۃ، سلام، رحمت اور برکت ہم معنی الفاظ ہیں؟ اگر یہ مترادف الفاظ ہیں تو ان میں سے ایک لفظ بولنا ہی کافی تھا اور باقی الفاظ حشو وزوائد ہوئے اور اس افصح العرب کے بارے میں یہ گمان کرنا کہ وہ فالتو لفظ بولتے تھے، بہت بڑی بدگمانی ہے۔ ان میں سے ہر لفظ کا مفہوم جداگانہ ہے۔

اس سے مراد وہ روحانی رزق ہے جو انبیاء اور اولیاء کو اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں۔

یہ جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿ابِیتُ عند ربی یطعمنی ویسقینی﴾
"میں رات اپنے رب کے پاس بسر کرتا ہوں، وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔"
تو اس سے مراد بھی وہی روحانی رزق ہے جسے عامۃ الناس کو سمجھانے کے لئے کھلانے پلانے سے تعبیر کیا۔

اگر چشمِ بصیرت وا ہو تو عالم روحانی کی حقیقتوں پر عالمِ آب وگِل بھی دلالت کر رہا ہے۔ یہ مادی رزق جو اللہ نے اپنی تمام مخلوق کے لئے پیدا کیا، جسے مُلحد، زندیق، کافر، اسے گالیاں دینے والے، اس کے وجود سے انکار کرنے والے، سبھی کھاتے ہیں۔ اللہ نے اس رزق میں کس قدر تنوع پیدا کیا۔ سبزیوں اور پھلوں کی اقسام پر غور کیجئے۔ آم پیدا کیے تو اس کی بیسیوں قسمیں بنائیں۔ خربوزہ پیدا کیا تو اس کے ساتھ سردہ اور گرما پیدا کیا۔ مختلف اقسام وانواع، پھر ہر نوع میں تنوع در تنوع۔

پھر کیا یہ ممکن ہے کہ اس رزق میں اللہ نے کوئی تنوع نہ رکھا ہو، جو اس نے اپنے عاشقوں اور محبوبوں کے لئے پیدا کیا۔ وہ رزق جو ان بندوں کے لئے پیدا کیا۔ جنہوں نے اپنی زندگیاں اس کی راہ میں کھپا دیں، کیا وہ ایک ہی قسم کی رحمت ہے جو انبیاء اور اولیاء کی ارواح پر وارد ہوتی ہے۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے وہ نوامیسِ فطرت سے یکسر ناآشنا ہے۔ جب اس نے رحمت کی تخلیق کی تھی، تو اس کی صفت خلاقی بھرپور جوش میں آئی تھی اور اس نے ان گنت رحمت کی قسمیں پیدا کی ہیں۔ اتنی قسمیں جنہیں تم حیطۂ شمار میں نہ لا

سکو۔ یہ صلوٰۃ، یہ سلام، یہ رحمت، یہ برکت، یہ سب فیضانِ الٰہی کی وہ انواع واقسام ہیں جو نبی اکرم ﷺ پر دم بدم اور پیہم وارد ہو رہی ہیں۔ وہ لوگ جو اس لذت سے محروم ہیں۔ وہ لغت میں صلوٰۃ، سلام، رحمت اور برکت کے معانی ڈھونڈتے ہیں اور جب ان کے معانی میں کوئی حدِ فاصل نہیں کھینچ سکتے تو پریشان ہوتے ہیں یہ سب فیضانِ الٰہی کی قسمیں ہیں۔ صلوٰۃ اس کی مخصوص تجلی ہے اور اگر اللہ کی ربوبیت شاملِ حال نہ ہو تو وہ ضرر رساں بھی ہو سکتی ہے۔ اس لئے صلوٰۃ کے ساتھ سلام کی تجلی ناگزیر ہوئی کہ وہ سلامتی اور عافیت کی باعث ہے۔ جیسے آتشِ نمرود کے بارے میں امرِ الٰہی یہ ہوا۔

﴿ینار کونی برداً وسلاماً علی ابراھیم﴾

''اے آگ تو ٹھنڈی ہو جا مگر ایسا نہ ہو کہ تیری ٹھنڈک اتنی شدید ہو جائے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نقصان پہنچے، اس لئے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ سلامتی والی ہو جا۔''

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا مانگتے تھے۔

﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیۤ اَسْئَالُكَ لذة النظر الی وجْهِكَ والشوق الی لِقائِكَ غیر ضرّاۤءَ مضرَّةٍ وَّلا فِتْنَةٍ مضِلّة﴾

''اے اللہ میں تیرے دیدار کی لذت کی بھیک مانگتا ہوں اور تجھ سے ملنے کا اشتیاق مانگتا ہوں، مگر ایسا نہ ہو کہ میرے جسم کو نقصان پہنچے یا کسی گمراہ کر دینے والی آزمائش میں مبتلا ہو جاؤں۔''

پس یہ بات واضح ہوئی کہ مخصوص تجلیوں کا ورود ہو تو ساتھ اللہ کے اسمِ سلام کا فیضان ناگزیر ہے۔ اسی لئے حکم دیا کہ

﴿یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾

حضور ﷺ کے اسمائے گرامی کی تشریح

لفظ ''محمد ﷺ'' کی تشریح

یہ لفظ حمد سے مشتق ہے اور باب تفعیل ہے۔ تحمید سے اسم مفعول مُحَمّد ہوا۔ یہ مفعل کا وزن ہے جیسے معظم۔ جب اس سے اسم فاعل بناتے ہیں، تو اس کے معنی یہ ہوتے ہے کہ فعل کا صدور بار بار کثرت کے ساتھ اس شخص سے ہوتا ہے جیسے معلم وہ ہے جو پیہم تعلیم دیتا ہے اور جب اس وزن سے اسم مفعول بناتے ہیں تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ فعل کا وقوع مسلسل اور پیہم اس پر ہوتا ہے۔ پس مُحَمّد وہ ہے جس پر حمد وثنا کرنے والے مسلسل اور پیہم حمد وثنا کرتے ہوں اور جو مسلسل اور پیہم حمد وثنا کیے جانے کا مستحق ہو۔

اللہ تعالیٰ حمید ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام محمد ﷺ ہیں۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

وشق لہ من اسمہ لیجلہ
فذو العرش محمود وھذا محمد

''اللہ نے ان کا نام اپنے نام سے مشتق کیا تاکہ ان کی عزت افزائی کرے۔
صاحب عرش محمود ہے اور یہ محمد ﷺ ہیں۔''

''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ'' اسم بامسمّیٰ ہیں۔ ان پر حمد وثنا کی بارش دم بدم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی حمد وثنا کر رہے ہیں۔ ملائکہ ان کی حمد وثنا میں مصروف ہیں۔ تمام انبیائے مرسلین کے نزدیک وہ محمود ہیں۔ تمام اہل اللہ، ارض وسما میں ان کی حمد وثنا کر رہے ہیں۔

حضور ﷺ کا نام محمد ﷺ بھی ہے اور احمد ﷺ بھی، آپ ﷺ نے فرمایا جیسے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔

﴿اِنَّ لِیْ اَسْمَاءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِی الَّذِیْ یَمْحُو اللہُ بِہِ الْکُفْرَ﴾

''میرے کئی نام ہیں، میں محمد ﷺ ہوں اور احمد ﷺ ہوں اور میں ماحی ﷺ ہوں یعنی میرے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹاتا ہے۔''

احمد ﷺ، حمد سے افعل التفضیل ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ جس حمد کے مستحق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ کوئی دوسرا شخص اس حمد کا سزاوار نہیں۔ اور احمد ﷺ کے یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ وہ شخص جو اپنے پروردگار کی حمد سب سے زیادہ کرتا ہو۔ پس اسم محمد ﷺ سے تو یہ ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مسلسل حمد و ثنا کی جاتی ہے اور اسم احمد ﷺ سے یہ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والے ہیں۔

حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حمد کے ساتھ جو خصوصیت حاصل ہے وہ اور کسی کو حاصل نہیں۔

ہماری نماز حمد سے شروع ہوتی ہے، قرآن مجید ''الحمد'' سے شروع ہوتا ہے۔ خطبہ مسنونہ کا آغاز ''الحمد'' سے ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کی امت ''حمادون'' کہلاتی ہے۔ اس لئے ہر حالت میں تنگی ہو یا خوشحالی، انہیں ''الحمد للّٰہ'' کہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے خطوط ''الحمد'' سے ہی شروع کیا کرتے تھے اور قیامت کے دن ''لواء الحمد'' ''حمد کا جھنڈا'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے دست مبارک میں ہوگا، اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شفاعت کے لئے سجدہ فرمائیں گے اور انہیں شفاعت کی اجازت عطا ہوگی، تو اس وقت بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا میں ایسے الفاظ کہیں گے جو اسی وقت ان پر منکشف ہوں گے اور مقام محمود بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کو ملنے والا ہے۔ [1] فرمایا:

﴿عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾

---

[1] یہ تمام باتیں حافظ ابن قیم نے جلاء الافہام میں لکھی ہیں۔ صفحہ 284 لیکن خطوط کا حمد سے افتتاح کرنا نہیں لکھا، کیونکہ خطوط کا آغاز بسم اللہ سے ہوتا ہے۔ (عبدالعزیز علوی)

قریب ہے کہ وہ ذات جو آپ کی ربوبیت کر رہی ہے اور آپ کو ارتقائی منازل سے مسلسل گزار رہی ہے، مقام محمود پر سرفراز کرے اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مقام پر کھڑے ہوں گے تو اولین و آخرین، مسلمان اور کافر، سب کی زبانوں سے بے ساختہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ''حمد و ثنا'' نکلے گی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر وقت اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا میں ڈوبے رہتے تھے۔ آپ ﷺ نیند سے بیدار ہوتے تو فرماتے۔

﴿الحمد للّٰہ الذی احیانا بعد ما اماتنا و الیہ النشور﴾

''تمام حمد و ثنا اللہ کے لئے جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی بخشی اور اسی کے حضور قیامت کو پیش ہونا ہے۔'' اور کھانے سے فارغ ہوتے تو فرماتے:

﴿الحمد للّٰہ الذی اطعمنا و سقانا و جعلنا من المسلمین﴾

''تمام حمد و ثنا اللہ کے لئے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور مسلمان بنایا۔''

آپ ﷺ کوئی کام ختم کرتے تو فرماتے۔

﴿الحمد للّٰہ بعزتہ و جلالہٖ تتم الصالحات﴾

''تمام حمد و ثنا اللہ کے لئے ہے جس کی طاقت اور عظمت کے سہارے نیک کام اختتام پذیر ہوتے ہیں۔'' آپ ﷺ نیا لباس پہنتے تو فرماتے۔

﴿الحمد للّٰہ الذی کسانی ما اُواریْ بہٖ عَورَتیْ وَاتَجمَّلُ بہٖ فیْ حَیَاتیْ﴾

''تمام حمد و ثنا اس اللہ ہی کے لئے ہے۔ جس نے مجھے یہ لباس پہنایا ہے جس سے میں اپنی شرمگاہ کو ڈھانپتا ہوں اور اپنی زندگی کو حسین بناتا ہوں۔''

آپ ﷺ کا سینہ حمدِ الٰہی سے لبریز تھا، اس لئے آپ ﷺ ''احمد ﷺ'' ہوئے اور ''احمد ﷺ'' ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ''محمد ﷺ'' بنا دیا۔ یعنی آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ اور تمام ملائکہ اور تمام اہل اللہ حمد و ثنا کی بارش کر رہے ہیں۔

آل کی تشریح

آل کے معنی

آل دراصل اہل سے ہے۔ ''ہا'' ہمزہ سے بدل کر آل ہو گیا۔ آل کے معنی
(1) اہل واقارب ہیں۔ صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ فرماتے تھے۔

﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا﴾

''اے اللہ آل محمد ﷺ کو صرف بقدر کفایت روزی عطا فرما۔''

ظاہر ہے کہ اس سے مراد آپ ﷺ کی ذریت اور ازواج مطہرات ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے صدقے کی کھجور جب منہ میں ڈال لی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منہ میں انگلی ڈال کر اسے نکال دیا اور فرمایا۔

﴿اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ آلِ مُحَمَّدٍ لَا تَاْكُلُوْنَ صَدَقَةً﴾

''کیا تجھے علم نہیں کہ محمد ﷺ کی اولاد صدقہ نہیں کھاتی۔''

(2) آل کے مفہوم میں بڑی وسعت ہے کبھی تمام اتباع اور لواحقین پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے ... جیسا کہ اس آیت میں آل سے مراد فرعون کے اتباع ولواحقین ہیں۔

﴿وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ﴾

''جب ہم نے فرعون کے ساتھیوں سے نجات دلائی۔ وہ تمہیں سخت عذاب دیتے تھے۔''

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقوق اور اہلِ بیت کے حقوق کا تقاضا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ان کے گھر والوں پر بھی درود بھیجا جائے۔ جب درود کا حکم نازل ہوا اور صحابہ نے دریافت کیا: ﴿كيف نصلي عليك يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟﴾

''ہم آپ ﷺ پر درود کیسے بھیجیں؟'' تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یوں پڑھو:

﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ﴾

اور کبھی درود پڑھتے ہوئے "آل محمد ﷺ" کے الفاظ کہتے ہوئے تمام صحابہ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ کرام اور تمام اولیائے امت کی نیت کر لینے میں بھی کچھ مضائقہ نہیں۔

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ

یہ ایک اہم بات ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو درود سکھایا، تو اس میں بار باران الفاظ کی تعلیم دی: ﴿كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ﴾

یہ کیوں فرمایا کہ محمد ﷺ پر درود نازل فرما جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود نازل فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کون سی خصوصیت ہے جس کی بنا پر یہ دعا سکھائی گئی۔

بات یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے طبعی اور روحانی موافقت بہت ہے اور یہ آیت اس بات پر حجت قاطعہ ہے۔

﴿اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرَاهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا﴾

"یقیناً حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ تھے جنہوں نے ان کی پیروی کی اور یہ پیغمبر ﷺ اور یہ لوگ جو پیغمبر ﷺ پر ایمان لائے۔"

علامہ قسطلانیؒ نے صحیح بخاری کی شرح میں عارف ربانی ابو محمد المرجانیؒ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ فرماتے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ تلقین نہیں کی کہ ہم ﴿كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى مُوْسٰى﴾ پڑھیں بلکہ ﴿كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ﴾ کی تلقین فرمائی۔ اس لئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی جو تجلی ہوئی وہ جلالی تھی۔

﴿فَخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا﴾ "حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔"

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر جو تجلی ہوئی وہ جمالی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ تھے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حبیب اللہ تھے [1] اور محبوبیت وخلت تجلی جمالی کے آثار ہیں

---

1. آپ ﷺ بھی خلیل اللہ تھے، جیسا کہ بخاری اور مسلم میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اپنا خلیل بنایا ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا ہے۔ دیکھئے شرح عقیدہ طحاویہ۔ (عبدالعزیز علوی)

سے ہے اس لئے تلقین فرمائی کہ اللہ تعالیٰ سے آپ ﷺ کے لئے ان انوار و تجلیات کو مانگیں۔ مقام محبوبیت اور مقام خلت جن انوار و تجلیات کا متقاضی ہے اور وہ تجلی جمالی ہے۔ فرماتے ہیں اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایک ہی تجلی وارد ہوئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سید ولد آدم تھے اور سید المرسلین تھے۔ گو دونوں پر تجلی جمالی ہوئی مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تجلی ان کے شایان شان ہوئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر تجلی ان کے مقام کے مطابق ہوئی۔

بعض لوگوں کو اشکال ہوتا ہے کہ ﴿کَمَا صَلَّیْتَ﴾ میں صلوٰۃ محمدی کو صلوٰۃ ابراہیمی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ حالانکہ مشبہ بہ مشبہ سے اکمل ہوتا ہے۔ یعنی جس سے تشبیہ دی جاتی ہے وہ کامل تر ہوتا ہے۔ اس سے جس کو تشبیہ دی جاری ہے تو کیا صلوٰۃ ابراہیمی صلوٰۃ محمدی سے افضل و اعلیٰ ہے؟ یہ بات جس بنیاد پر قائم کی گئی ہے وہی سرے سے غلط ہے۔ یہ ضروری نہیں مشبہ بہ مشبہ سے اکمل ہو۔ قرآن مجید میں ہے۔

﴿اَحْسِنْ کَمَا اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ﴾

''احسان کرو جیسا کہ اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے۔''

یہ کس کی طاقت ہے کہ اللہ کے احسانات کے برابر خود احسان کر سکے۔ معلوم ہوا کہ یہاں احسان کی مقدار اور کیفیت مراد نہیں بلکہ اصل احسان مراد ہے۔ دوسری جگہ فرمایا:

﴿انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نُوح والنبیین من بعدہ﴾

''ہم نے آپ پر وحی نازل کی جیسے نوح علیہ السلام اور ان کے بعد کے پیغمبروں پر ہم نے وحی نازل کی۔''

یہاں بھی اصل وحی میں تشبیہ دی گئی ہے۔ مقدار وحی میں تشبیہ نہیں دی گئی۔ اسی طرح قرآن مجید میں ہے۔

﴿کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم﴾

''تم پر روزے فرض کیے گئے جیسا کہ تم سے پہلی امتوں پر روزے فرض کیے گئے تھے۔''

یہاں بھی تشبیہ اصل روزہ کے اعتبار سے دی گئی ہے نہ کہ تعداد اور مقدار اور کیفیت کے اعتبار سے۔

پس یہ بات ہی سرے سے غلط ہے کہ مشبہ بہ ہمیشہ مشبہ سے افضل اور اعلیٰ ہوتا ہے اور صلوٰۃ ابراہیمی سے تشبیہ بھی اصل صلوٰۃ کے اعتبار سے ہے نہ کہ مقدار و کیفیت کے اعتبار سے۔

صلوٰۃ ابراہیمی سے تشبیہ کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس امت کے حال پر نہایت ہی شفقت فرماتے ہوئے یہ دعا مانگی تھی۔

﴿ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وارنامناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم ۝ ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلو علیھم آیتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم ط انک انت العزیز الحکیم ۝﴾

''اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنا اطاعت گزار اور تابع فرمان بنا اور ہماری ذریت میں سے ایک اپنی اطاعت گزار امت پیدا کر اور ہمیں اپنی عبادت کے ڈھنگ سکھا اور ہماری طرف لوٹ آ یقیناً تو ہی بار بار لوٹتا اور شفقت فرماتا ہے۔

اے ہمارے پروردگار! اور اس امت مسلمہ میں ان ہی میں سے ایک پیغمبر مبعوث فرما، جو تیری آیتیں پڑھ کر انہیں سنائے، کتاب و حکمت کی انہیں تعلیم دے اور ان کا روحانی تزکیہ کرے، یقیناً تو ہی غالب و دانا ہے۔''

درود ابراہیمی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شفقت و مودت پر تشکر کا اظہار بھی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے جو نوازشیں فرمائیں، ان میں سب سے ابھری ہوئی نوازش یہ ہے کہ آل ابراہیم علیہ السلام میں نبوت کو مسلسل اور متواتر جاری فرما دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاں حضرت اسحٰق علیہ السلام پیغمبر ہوئے اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کے ہاں حضرت یعقوب علیہ السلام ہوئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے ہاں حضرت یوسف علیہ السلام ہوئے اور اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوئے اور یہ تمام انبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کی نسل سے ہوئے اور ختم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظہور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے خانوادے سے ہوا۔ پس فیضان نبوت کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں مسلسل اور متواتر چلنا ایک نہایت ہی ابھری ہوئی خصوصیت ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نوازا۔ یہ بات بہت واضح ہے اور قطعی ہے کہ ﴿كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ﴾ کہتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بارگاہِ الٰہی میں التجا کرتے رہے اور تمام امت محمدیہ کے افراد ہر زمانے میں اور ہر خطہ ارضی میں یہ التجا کرتے ہیں کہ اے اللہ جس طرح تو نے اپنا فیضان آل ابراہیم علیہ السلام میں مسلسل جاری رکھا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نبوت ختم ہو چکی، مگر قرب و ولایت کے فیضان کو آل محمد ﷺ میں مسلسل اور متواتر جاری رکھ۔ اور مسند امام احمد کی وہ حدیث میری اس بات کی کس قدر وضاحت کرتی ہے۔

﴿وَلَنْ يَتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَىَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا كَيْفَ تُخْلِفُوْنِىْ فِيْهِمَا﴾

''کتاب اللہ اور اہل بیت ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔ حتیٰ کہ وہ حوضِ کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں گے۔ پس خیال رکھنا کہ میرے بعد تم ان سے کیسا سلوک کرتے ہو۔''

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

ہر دعا کے آخر میں جو اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کی جاتی ہیں، ان صفات کا اس دعا سے ایک تعلق اور ربط ہوتا ہے۔ مثلاً حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا مانگی۔

﴿رَبِّ هَبْ لِىْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِىْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِىْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾

''اے میری ربوبیت کرنے والے مجھے ایسا ملک عطا فرما جو میرے بعد کسی کو میسر نہ آئے، بے شک تو بہت عطا کرنے والا ہے۔''

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا مانگا کرتے تھے۔

﴿رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْر﴾

''اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے اور میری طرف لوٹ، بے شک تو ہی بار بار لوٹنے والا اور مغفرت فرمانے والا ہے۔''

درود شریف میں ﴿اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ﴾ کے الفاظ استعمال کیے گئے۔ حمید وہ ہے وجو فی نفسہٖ حمد کا سزاوار ہو اور مجید وہ ہے جو فی نفسہٖ مجد و شرف کا سزاوار ہو۔ اور درود شریف میں چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور اکرم ﷺ کی حمد و ثنا اور تکریم اور رفعت شان کی دعا کی جاتی ہے، اس لئے اسمائے الٰہیہ میں سے حمید اور مجید کی صفات کا ذکر کیا گیا۔ ہر طرح کی حمد و ثنا اور مجد و شرف کا سزاوار اللہ ہی ہے۔

اس کی یہ صفتیں ازلی اور ابدی ہیں، سرمدی اور لم یزلی ہیں۔ مستقل بالذات اور لامتناہی ہیں اور ہر طرح کی حمد و ثنا اور مجد و شرف کا سرچشمہ وہی ذات حمید و مجید ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ و سلام اور رحمت و برکت کا تعلق اس کی صفت حمید و مجید ہی سے ہے، اسی لئے قرآن مجید میں بھی خانوادۂ ابراہیمی کے بارے میں یہ الفاظ آئے۔

﴿رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ اِنَّهٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ﴾

''اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں تم پر اے ابراہیم علیہ السلام کے گھر والو۔ یقیناً وہی حمد و ثنا اور مجد و شرف کا سزاوار ہے۔''

درود شریف کے مواقع

(1) نماز کا آخری تشہد۔ درود پڑھنے کا نہایت ضروری اور اہم مقام نماز کا آخری تشہد ہے۔ اس کی مشروعیت پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ صحابہ میں سے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نماز میں درود کو واجب سمجھتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ جس نے درود نہیں پڑھا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ بدری کا بھی یہی مذہب تھا، فرماتے تھے، جب تک

میں محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر درود نہ پڑھ لوں، میں نہیں جانتا کہ میری نماز پوری ہو گئی۔
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی کہا کرتے تھے کہ نماز بغیر قراءۃ تشہد اور درود کے نہیں ہوتی۔
اگر اس میں سے کچھ بھول جاؤ تو سلام کے بعد دو سجدے کر لیا کرو۔ تابعین میں سے
ابو جعفر محمد بن علیؒ، شعبیؒ، مقاتلؒ، ابن حبانؒ اور اسحٰق بن راہویہ کا مذہب بھی یہی ہے کہ اگر
کوئی نماز میں دانستہ درود چھوڑے گا۔ اس کی نماز صحیح نہیں۔

امام شافعیؒ کا مذہب بھی یہی ہے کی آخری تشہد میں درود واجب ہے۔ مسائل
مروزی میں ہے کہ امام احمدؒ سے کہا گیا کہ ابن راہویہؒ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص نماز میں
درود کو چھوڑ دے اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔ فرمایا میں تو ایسا کہنے کی جرأت نہیں کرتا۔

مسائل ابوذرعہ دمشقی میں ہے، امام احمدؒ نے فرمایا میں یہ کہنے سے ڈرتا تھا مگر یہ
بات اب مجھ پر واضح ہو گئی ہے کہ نماز میں درود تو واجب ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ
انہوں نے عدم وجوب کے قول سے رجوع کر لیا تھا۔ یہ تمام اقوال حافظ ابن قیم کی کتاب
''جلاء الافہام'' سے ماخوذ ہیں۔

(2) درود خوانی کا ایک مقام دعائے قنوت کا آخر ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
یہ دعا مجھے رسول اللہ ﷺ نے وتروں میں پڑھنے کے لئے بتائی۔ (سنن اربعہ، ابن حبان، حاکم)

حاکم کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ وتروں کی آخری رکعت میں جب رکوع
سے سر اٹھاؤں، سجدہ جانے سے پہلے یہ دعا پڑھوں اور ابن حبان کی روایت میں یہ الفاظ
زائد ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے وتروں میں یہ دعا سنی۔

﴿اللّٰھم اھدنی فی من ھدیت، وعافنی فی من عافیت وتولنی
فیمن تولیت وبارك لی فیما أعطیت وقنی شرما قضیت فانك تقضی
ولایقضیٰ علیك انهٗ لایذلّ من وّالیت ولایعزّ من عادیت تبارکت ربنا
وتعالیت نستغفرك ونتوب الیك وصلی اللّٰه علی النبی﴾

''اے اللہ مجھے ہدایت دے کر ہدایت پانے والوں میں سے کر لے اور عافیت

دے کر ان میں سے کرلے جنہیں تو نے عافیت دے رکھی ہے اور میرا کارساز بن کر اپنی نگہبانی میں رہنے والوں میں سے کرلے اور برکت دے مجھے ان چیزوں میں جو تو نے عنایت کی ہیں اور بچالے مجھے ہر برائی سے جو تو نے مقدر کی ہے۔ یقیناً تو ہی فیصلہ کرتا ہے اور نہیں فیصلہ کیا جاتا تجھ پر۔ بے شک جسے تو دوست رکھے وہ ذلیل نہیں ہوتا اور وہ باعزت نہیں ہوسکتا جس کا تو دشمن ہو۔ اے ہمارے رب تو بابرکت اور عالی مرتبت ہے۔ ہم تجھ سے بخشش مانگتے ہیں اور تیری طرف رجوع کرتے ہیں اور مخصوص ترین رحمتیں نازل ہوں اللہ کی نبی اکرم ﷺ پر۔"

(3) نماز جنازہ میں دوسری تکبیر کے بعد اس کی مشروعیت میں کچھ اختلاف نہیں۔

(4) خطبۂ جمعہ، خطبۂ عیدین، خطبہ نکاح اور نماز استسقاء میں درود شریف پڑھنا مسنون ہے۔

(5) اذان کا جواب دینے کے بعد درود شریف کا پڑھنا بھی ثابت ہے۔ صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تم اذان سنو تو جو کچھ موذن کہتا ہے تم بھی کہو، پھر مجھ پر درود پڑھو، اس لئے کہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتے ہیں۔ پھر میرے لئے مقام وسیلہ کا سوال کرو، وسیلہ بہشت میں ایک مقام کا نام ہے جسے اللہ کے بندوں میں ایک ہی بندہ پائے گا اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہوں۔ پس جس نے میرے لئے وسیلہ کا سوال کیا اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔

(6) دعا کے وقت بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد اور دعا سے پہلے، دعا کے درمیان اور دعا کے آخر میں۔

فضالہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "جب کوئی دعا مانگنے لگے تو ابتدا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا سے کرے، پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھے، پھر جو چاہے دعا مانگے۔" امام ترمذیؒ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

کہ میں نماز پڑھتا تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ جب میں بیٹھ گیا تو میں نے پہلے اللہ تعالیٰ کی ثنا کی پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھا پھر اپنے لئے دعا مانگی۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''جو مانگنا ہے مانگ، تجھے عطا کیا جائے گا۔''

احمد بن علی [1] نے سند کے ساتھ عمرو بن عمرو سے روایت کیا ہے کہ میں نے عبداللہ بن بشر سے سنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ''ہر ایک دعا محجوب ہے جب تک اس کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور حضور ﷺ پر درود و سلام سے نہ ہو۔''

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جسے سند کے ساتھ عبدالرزاقؒ نے روایت کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''مجھے سوار کے پیالے کی طرح مت بناؤ، مجھے دعا کے وسط میں اور اول و آخر جگہ دو۔''

ابو سلیمان دارانیؒ فرماتے ہیں کہ ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت مانگنا چاہے اسے چاہیے کہ پہلے درود پڑھے، پھر حاجت مانگے اور دعا پھر درود پر ہی ختم کرے۔ اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود تو مقبول ہی ہے اور اللہ تعالیٰ کا جود و کرم اس سے برتر ہے کہ درود کے درمیان کی ہوئی درخواست کو مسترد فرمادیں۔'' [2]

(7) جب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم گرامی خود بولے یا لکھے یا پڑھے یا کسی سے سنے، درود شریف ضرور پڑھنا چاہیے۔ گو مختصراً صلی اللہ علیہ وسلم ہی کہے۔ اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے ''اس کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔''

حضرت ابو الشیخؒ نے سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے کسی تحریر میں مجھ پر درود لکھا، ملائکہ ہمیشہ اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔ جب تک میرا نام اس کتاب میں ہوتا ہے۔ ابو موسیٰ کہتے

---

[1] احمد بن شعیب بن علی بامام نسائی مراد ہیں۔ [2] یہ تمام روایات جلاء الافہام سے نقل کی گئی ہیں۔ (عبدالعزیز علوی)

ہیں کہ ایک سے زیادہ راویوں نے حضرت اسید ﷺ سے بھی ایسی ہی روایت کی ہے اور اسحٰق بن وہب ﷺ نے بھی سند کے اعرج سے یہ روایت بیان کی ہے اوراس بارے میں حضرت ابوبکر ﷺ، حضرت ابن عباس ﷺ، حضرت عائشہ ﷺ کی روایات بھی ہیں۔

سلیمان بن ربیع ﷺ نے سند کے ساتھ حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''جس نے کسی کتاب میں مجھ پر درود لکھا، اس پر ہمیشہ رحمت برستی رہتی ہے جب تک میرا نام اس کتاب میں ہے۔''

جعفر بن علی الزعفرانی نے روایت کیا ہے کہ میں نے اپنے خالو حسن بن محمد کو کہتے سنا کہ میں نے امام احمد بن حنبلؒ کو خواب میں دیکھا۔ وہ کہنے لگے، اے ابوعلی! کاش تم دیکھ سکو کہ جو درود ہم نے نبی ﷺ پر کتاب میں لکھا تھا وہ ہمارے سامنے کیسے روشن ہو رہا ہے۔ ابوالحسن بن علی میمونی کہتے ہیں میں نے شیخ ابوعلی حسن بن عینیہؒ کو موت کے بعد خواب میں دیکھا، ان کے ہاتھوں کی انگلیوں پر سبز یا زعفرانی رنگ سے کوئی چیز لکھی ہوئی تھی۔ میں نے پوچھا اے استاد میں آپ کی انگلیوں پر ایک حسین تحریر دیکھتا ہوں، یہ کیا ہے؟ کہنے لگے اے لڑکے یہ حدیثِ رسول ﷺ لکھنے کے طفیل ہے اور حدیث میں لفظ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھنے کے طفیل ہے۔

خطیب نے سند کے ساتھ ابوسلمان حرانی سے روایت بیان کی ہے کہ مجھ سے میرے ایک ہمسایہ ''ابوالفضل'' (جو بہت زیادہ روزہ رکھنے والا اور بہت نوافل پڑھنے والا تھا) نے بیان کیا کہ میں حدیث لکھا کرتا اور نبی ﷺ پر درود نہ پڑھتا یا نہ لکھتا۔ میں نے خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''جب تو میرا نام لیتا ہے یا لکھتا ہے تو مجھ پر درود کیوں نہیں پڑھتا یا لکھتا۔ اس سے ایک عرصہ بعد مجھے پھر زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا میرے پاس تیرے درود پہنچتے ہیں۔ اب جب تو مجھ پر درود بھیجے یا میرا ذکر کرے تو ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کہہ دیا کرو۔

سفیان ثوریؒ کہتے ہیں کہ صاحب حدیث کو رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنے کے سوا اور

کوئی فائدہ حاصل نہ ہو تو یہی بے مثل ہے۔ کیونکہ اس پر اس وقت تک رحمت بھیجی جاتی ہے جب تک کتاب میں "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھا ہوا رہتا ہے۔

محمد بن ابوسلیمان کہتے ہیں۔ میں نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا۔ میں نے پوچھا پیارے باپ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہا مجھے بخش دیا۔ میں نے کہا کیونکر۔ کہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود لکھتے رہنے سے۔ ایک محدث کہتے ہیں میرا ایک ہمسایہ تھا وہ مر گیا۔ میں نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا۔ کہا مجھے بخش دیا۔ میں نے پوچھا کیونکر؟ کہا ہر حدیث میں جہاں رسول اللہ ﷺ کا ذکر آتا میں اس کے ساتھ ہی "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھ دیا کرتا۔

سفیان بن عیینہؒ نے کہا مجھ سے خلف صاحب خلقان نے روایت کی ہے کہ میرا ایک دوست تھا جو میرے ساتھ طلب حدیث کیا کرتا تھا۔ وہ مر گیا۔ میں نے اسے خواب میں دیکھا۔ اس پر سبز پوشاک تھی، دامن کشاں کشاں چلتا تھا۔ میں نے کہا کیا تو میرے ساتھ طلب حدیث نہ کیا کرتا تھا؟ کہا ہاں۔ میں نے کہا پھر تو اس درجہ تک کیونکر پہنچ گیا۔ کہا جو بھی ایسی حدیث آتی جس میں نبی اکرم ﷺ کا نام مبارک آتا میں اس کے نیچے "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھ دیا کرتا۔ یہ جو تم میرے اوپر پوشاک دیکھ رہے ہو، یہ اسی کی جزا ہے۔

عبداللہ بن حکم کہتے ہیں میں نے خواب میں شافعیؒ کو دیکھا۔ تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا مجھ پر رحم کیا اور بخش دیا اور مجھے بہشت کے لئے یوں آراستہ بنایا جیسے عروس کو آراستہ کیا کرتے ہیں اور میرے اوپر یوں نچھاور کیا جیسے دلہن پر کیا کرتے ہیں۔ میں نے کہا آپ اس درجہ پر کیسے پہنچ گئے۔ انہوں نے کہا مجھے کسی نے کہا تھا کہ کتاب رسالت میں جو درود تم نے نبی ﷺ پر لکھا ہے اس کا عوض ہے۔ میں نے کہا وہ کیا ہے؟ فرمایا اس کے الفاظ یہ ہیں۔ ﴿وصلی اللّٰہ علی محمد عدد ما ذکرہ الذاکرون وعدد ما غفل عن ذکرہ الغافلون﴾ جب صبح ہوئی میں نے کتاب کھول کر دیکھا تو یہی عبارت اس میں درج تھی "صلی اللہ علی نبیہ وسلم"۔

خطیب نے سند کے ساتھ ابو اسحٰق داری معروف نہشل سے بیان کیا ہے کہ میں اپنی تخریج میں جو حدیث لکھتا "قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما" لکھا کرتا۔ میں نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا گویا کچھ میرا لکھا ہوا لئے ہوئے ہیں۔ اس میں نظر مبارک ڈالی اور فرمایا یہ جید ہے۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے ایک بھائی نے جس پر میں اعتماد کرتا ہوں مجھ سے بیان کیا کہ میں نے ایک محدث کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ کہا مجھ پر رحم فرمایا، یا مجھے بخش دیا (کہا) میں نے کہا کیونکر؟ کہا، جب میں نبی ﷺ کے اسم مبارک پر پہنچتا تو "صلی اللہ علیہ وسلم" ضرور لکھتا۔ اس کو محمد بن صالح نے سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔

حافظ ابو موسیٰ نے اپنی کتاب میں محدثین کی ایک جماعت کا ذکر کیا ہے جو اپنی موت کے بعد دیکھی گئی اور انہوں نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بخش دیا۔ اس لئے کہ وہ ہر حدیث میں نبی ﷺ کے ذکر پر "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھا کرتے تھے۔ ابن سنان کہتے ہیں میں نے عباس عنبری اور علی بن مدینی کو کہتے سنا ہے کہ ہم نے نبی ﷺ پر درود کسی حدیث میں جو ہم نے سنی ہے نہیں چھوڑا، اور اگر کبھی بہت ہی جلدی ہوئی تو جگہ چھوڑ دی تا کہ پھر لکھ سکیں۔

(8) مسجد میں داخل ہوتے وقت اور باہر نکلتے وقت بھی درود کا پڑھنا ثابت ہے۔ ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مسجد میں داخل ہوتے تو ﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَسَلِّمْ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ، وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ﴾ پڑھتے اور مسجد سے نکلتے وقت یوں فرماتے ﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَسَلِّمْ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ﴾۔

(9) جب بھی کچھ لوگ مل کر بیٹھیں تو منتشر ہونے سے پہلے حمد و صلوٰۃ پڑھنا چاہیے۔

ابن حبان نے یہ حدیث بیان کی ہے۔

﴿ماقعد قومٌ مقعدًا لایذکرون اللہ فیہ ویصلّون علے النبی صلی اللہ علیہ وسلّم الا کان علیھم حسرۃ یوم القیٰمۃ﴾

''یعنی جس مجلس میں حمدِ الٰہی اور حضور ﷺ پر صلوٰۃ وسلام نہ ہو وہ مجلس ان لوگوں کے لئے قیامت کے دن حسرت کا سبب ہوگی۔''

(10) جمعہ کے روز درود شریف کثرت سے پڑھنا چاہیے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھ پر جمعہ کے روز درود کثرت سے پڑھو، اس لئے کرامت کے بھیجے ہوئے درود کے تحفے ہر جمعہ میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں اور جو مجھ پر زیادہ درود بھیجتا ہے وہی قدر و منزلت کے اعتبار سے مجھ سے قریب تر ہے۔''

(11) انسان رنجیدہ ہو، غمزدہ ہو، فکر مند ہو، تو درود شریف پڑھنے سے رنج و غم چھٹ جاتا ہے۔ اور مغفرت طلب کرتے وقت بھی درود شریف کا پڑھنا سود مند ہے۔ جیسا کہ ترمذی شریف میں حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے اس روایت کے آخری الفاظ یہ ہیں: ﴿قُلْتُ اجعل لك صلاتی کلّھا﴾

حضرت اُبی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں عرض کیا'' کیا میں اپنا سارا وقت آپ پر درود وسلام کے لئے وقف کردوں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿اذاً تکفی ھمّك ویُکفّرُ لك ذنبُك﴾

''اس صورت میں تیرے سب غموں اور فکروں کے لئے کافی ہوگا اور تیرے گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔''

(12) جس مقام پر ذکرِ الٰہی کے لئے لوگ اکٹھے ہوں، وہاں بھی درود کا پڑھنا احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے سیاحت کرتے رہتے ہیں۔ جب ذکر کے حلقوں کے پاس پہنچتے ہیں تو ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ بیٹھ جاؤ، جب یہ دعا مانگیں گے ہم آمین

کہیں گے اور جب یہ درود پڑھیں گے تو ہم بھی ان کے ساتھ پڑھتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ وہ فارغ ہو جائیں۔ پھر ایک فرشتہ دوسرے سے کہتا ہے کس قدر خوش نصیب ہیں یہ لوگ، یہ اپنے گھروں کو ایسی حالت میں جا رہے ہیں کہ ان کے گناہ بخش دیئے گئے ہیں۔ اس حدیث کی اصل صحیح مسلم میں ہے۔

(13) جب انسان کوئی بات بھول جائے اور اسے یاد کرنا چاہے تو اس وقت درود پڑھنا بھی روایات سے ثابت ہے۔ جیسا کہ ابو موسیٰ مدینیؒ نے ذکر کیا ہے۔ اس بارے میں محمد بن عطا المروزیؒ کے طریق سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب تم کسی چیز کو بھول جاؤ تو مجھ پر درود پڑھو، ان شاء اللہ وہ یاد آ جائے گی۔'' حافظ موسیٰ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ''کتاب الحفظ والنسیان'' میں ہم نے ایک اور سند سے روایت کیا ہے۔

(14) احتیاج کے وقت درود پڑھنا بھی مقامات درود خوانی میں سے ہے۔ احمد بن موسیٰؒ نے سند کے ساتھ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو شخص صبح کی نماز کے بعد کلام کرنے سے پہلے سو (100) بار درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری کرے گا جس میں سے تیس (30) دُنیوی اور ستر (70) اُخروی ہوں گی۔1

حافظ ابن مندہ نے سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''جو شخص ہر روز مجھ پر سو (100) دفعہ درود پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کی سو (100) حاجتیں پوری کرتا ہے۔ ستر (70) آخرت کی اور تیس (30) دنیا کی۔'' حافظ ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

---

1 حافظ ابن قیمؒ نے جلاء الافہام میں درود پڑھنے 41 مقامات کا تذکرہ فرمایا ہے اور یہ چودہ مقامات اور اُن کی تفصیل بھی جلاء الافہام سے ماخوذ ہے۔

سب سے زیادہ برکتوں والا مسنون درودِ پاک

درود پاک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؕ
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی
اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؕ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ اس کے دس گناہ معاف اور دس درجے بلند فرمائے گا۔ (سنن نسائی)

غیر مسنون درود وسلام

یوں تو دین اسلام میں بدعات کا اضافہ اب روزمرہ کا معمول بن چکا ہے، لیکن اذکار و وظائف میں خصوصاً اتنی زیادہ خود ساختہ اور غیر مسنون چیزیں شامل کردی گئیں ہیں کہ مسنون دعائیں اوراذکار طاق نسیاں بن کر رہ گئے ہیں۔ دیگر خود ساختہ اور غیر مسنون اذکار و وظائف کی طرح درود وسلام میں بھی بہت سے خود ساختہ اور غیر مسنون درود وسلام رائج ہو چکے ہیں۔ مثلاً درود تاج، درود لکھی، درود مقدس، درود اکبر، درود ماہی، درود تنجینا وغیرہ۔ ان میں سے ہر درود کے پڑھنے کا طریقہ اور وقت الگ الگ بتایا گیا ہے اور ان کے فوائد (جو کہ زیادہ تر دنیاوی ہیں) کا بھی الگ الگ تذکرہ لکھا گیا ہے مذکورہ درودوں میں سے کوئی ایک درود بھی ایسا نہیں جس کے الفاظ رسول اکرم ﷺ سے ثابت ہوں۔

شریعت میں خود ساختہ اور غیر مسنون افعال کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات ہر مسلمان کی نگاہ میں رہنے چاہئیں تاکہ اس مختصر اور انتہائی قیمتی زندگی میں خرچ کیا گیا وقت، پیسہ اور دیگر صلاحیتیں قیامت کے دن اکارت اور ضائع نہ ہو جائیں۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ''جس نے دین میں کوئی ایسا کام کیا جس کی بنیاد شریعت میں موجود نہیں وہ کام مردود ہے۔'' (بخاری ومسلم) یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا کوئی اجر وثواب نہیں۔ ایک دوسری حدیث میں آپ کا ارشاد مبارک ہے کہ ہر بدعت (یعنی خود ساختہ عبادت) گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ (ابونعیم) اس ضمن میں بخاری ومسلم کا روایت کردہ درج ذیل واقعہ بڑا سبق آموز ہے کہ تین آدمی ازواج مطہرات کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کی عبادت کے بارے میں سوال کیا۔ انہیں بتایا گیا تو ان میں سے ایک نے کہا ''میں آئندہ ہمیشہ پوری رات قیام کیا کروں گا اور کبھی آرام نہیں کروں گا۔'' دوسرے نے کہا ''میں آئندہ مسلسل روزے رکھوں گا اور کبھی ترک نہیں کروں گا۔'' تیسرے نے کہا: ''میں کبھی نکاح نہیں کروں گا اور عورتوں سے الگ رہوں گا۔'' رسول اللہ ﷺ کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں تم میں

سے سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں، پرہیزگار ہوں، رات کو قیام بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، روزے رکھتا بھی ہوں اور ترک بھی کرتا ہوں، میں نے عورتوں سے نکاح بھی کیے ہیں لہٰذا یاد رکھو جس نے میری سنت سے منہ موڑا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔"

قارئین کرام! اندازہ فرمائیے تینوں حضرات نے اپنی دانست میں زیادہ نیکی کرنے اور زیادہ ثواب حاصل کرنے کا ارادہ کیا لیکن ان کا طریقہ چونکہ خود ساختہ اور غیر مسنون تھا، لہٰذا آپ نے ان کی باتوں پر سخت اظہار ناراضگی فرمایا، یہی معاملہ درود و سلام کا ہے۔ خود ساختہ اور غیر مسنون درود و سلام پر پڑھنا بے کار اور عبث ہے بلکہ عین ممکن ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی ناراضگی اور اللہ تعالیٰ کے غضب کا باعث بنے۔ لہٰذا وہی درود و سلام پڑھیے جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ یاد رکھیے! رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ایک لفظ دنیا کے سارے اولیاء اور صلحاء کے بنائے ہوئے کلمات خیر سے زیادہ افضل اور قیمتی ہے۔

چند ایسے غیر مسنون درود جو معاشرے میں کثرت سے پڑھے جاتے ہیں کی حقیقت مسلمان بھائیوں کی بھلائی کے لئے پیش کی جا رہی ہے۔

درودِ تنجینا:

نجات سے ماخوذ ہے۔ یعنی جو شخص اس درود کو پڑھے گا اس کو ہر مشکل اور مہم سے نجات ملے گی۔ اس سلسلہ میں ایک بزرگ شیخ موسیٰ کا واقعہ بیان کیا جاتا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک قافلے کے ساتھ ایک بحری جہاز میں سفر کر رہے تھے کہ جہاز طوفان کی زد میں آ گیا۔ یہ طوفان قہر خداوندی بن کر جہاز کو ہلانے لگا، ہم لوگ یقین کر بیٹھے کہ چند لمحوں بعد جہاز ڈوب جائے گا اور ہم لقمہ اجل بن جائیں گے کیونکہ ملاحوں نے بھی یہ سمجھ لیا تھا کہ اتنے تند و تیز طوفان سے کوئی قسمت والا جہاز ہی بچتا ہے۔

شیخ مذکور کہتے ہیں کہ اس عالم افراتفری میں مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔ چند لمحے غنودگی طاری رہی۔ میں نے دیکھا کہ ماہ بطحا آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور مجھے حکم دیا کہ تم اور تمہارے ساتھی یہ درود دو ہزار مرتبہ پڑھو۔ میں بیدار ہوا اپنے دوستوں کو جمع کیا اور وضو

کیااور درودِ پاک پڑھنا شروع کردیا ابھی ہم نے 300 بار ہی پڑھا تھا کہ طوفان کا زور کم ہونے لگا۔طوفان آہستہ آہستہ رک گیا اور سمندر کی سطح پُرسکون ہوگئی۔سو اس درودِ پاک کی برکت سے تمام جہاز والوں کو نجات مل گئی۔

درودِ ماہی:

ماہی مچھلی کو کہتے ہیں۔ایک روز آنحضرت ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک اعرابی آیا جس کے پاس ایک بڑا برتن تھا، جسے اس نے کپڑے سے ڈھانپ رکھا تھا، اس نے وہ برتن آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اس برتن میں کیا ہے۔اس اعرابی نے کہا میں تین دن سے اس مچھلی کو پکا رہا ہوں، مگر یہ پک نہیں رہی، اس پر آگ کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔اس لئے آپ کی خدمتِ اقدس میں لایا ہوں۔آنحضرت ﷺ نے مچھلی سے پوچھا تو اسے قوتِ گویائی مل گئی اور کہنے لگی کہ میں پانی میں تھی کہ ایک آدمی آیا وہ یہ درود پڑھ رہا تھا، اس کی آواز میرے کانوں میں پڑی اور میں نے وہ پورا درود سنا۔آنحضرت ﷺ نے مچھلی سے پوچھا تو اس نے وہ درود پڑھ کر سنا دیا..... آپ ﷺ نے حضرت علی ؓ سے فرمایا کہ اے علی ؓ اس درود کو لکھ لو اور لوگوں کو سکھا دو اس درود کے پڑھنے والے پر انشاء اللہ دوزخ کی آگ حرام ہوجائے گی۔جس بنا پر اسے درود ماہی کہا جاتا ہے۔

درودِ لکھی:

کہا جاتا ہے کہ سلطان محمود غزنوی روزانہ ایک لاکھ مرتبہ درود پڑھا کرتے تھے، جس میں بہت وقت صرف کرنا پڑتا تھا۔ایک دفعہ انہیں رات عالمِ خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت ہوئی اور آپ ﷺ نے اسے ایک درود سکھایا کہ نماز فجر کے بعد صرف ایک بار پڑھ لیا کرو تو ایک لاکھ مرتبہ پڑھنے کا اجر مل جائے گا۔سلطان محمود غزنوی نے اس درود کو عام کردیا۔

درودِ ہزارہ:

اسی کو "درودِ ہزاری" بھی کہا جاتا ہے، جو شخص رمضان المبارک میں بوقتِ تہجد 1000 مرتبہ پڑھے گا تو اسے حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوگی۔ یا جو کوئی جمعہ کے روز ہزار مرتبہ پڑھے گا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

درودِ اکبر:

اسے درودِ اکبر اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں (بزعم خود) آنحضرت ﷺ کی تمام صفات جمیلہ کا ذکر بڑے جامع انداز میں کیا گیا ہے۔ نیز یہ درود بہت طویل (یعنی 23 صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ کا تکرار ہے۔

درودِ مقدس:

اسے درودِ مقدس اس لئے کہا جاتا ہے کہ اسے عمر بھر میں صرف ایک مرتبہ پڑھنے سے کئی حج اور نفلی روزوں کا اجر ملتا ہے۔

درودِ مستغاث:

اس درود کی نسبت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرف کی جاتی ہے کہ غزوہ بن المصطلق میں جب ان کا ہار گم ہوگیا تھا تو آپ نے سورج سے کہا کہ یہیں ٹھہرے رہو کیونکہ آگے چل کر جب مجھے نہیں پائیں گے ..... تو پھر یہیں ڈھونڈنے آئیں گے۔ پھر جب آپؓ مدینہ منورہ پہنچ گئیں تو پریشانی کے عالم میں میکے چلی گئیں۔ وہیں شدتِ غم سے حضرت عائشہؓ نے یہ درود مرتب کیا، سو اللہ تعالیٰ نے آپ کی برأت میں دس آیات نازل فرمائیں۔ (درود کی سوغات، محمد ظفر عطاری)

اس میں جابجا لفظ المستغاث الی حضرۃ اللہ یا المستغاث یا رسول اللہ استعمال ہوا ہے۔ گویا بار بار اللہ و رسول سے فریاد کی گئی ہے جس کی بنا پر یہ درود "مستغاث" کہلاتا ہے۔

قارئین کرام! آپ نے غور فرمایا ہوگا کہ یہ تمام درود جن میں سے بعض معروف اور بعض غیر معروف شخصیتوں کی طرف منسوب ہیں ان کی کوئی معتبر سند نہیں ہے اور

بلا سند امور ہمارے دین میں نا قابلِ بحث ہیں، جیسا کہ مشہور ہے۔ لولا الاسناد لقال من شاء ماشاء اگر سند نہ ہو تو کوئی شخص کچھ بھی کہہ سکتا تھا۔ نیز رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: کل عمل مالیس علیه امرنا فهو رد ہر وہ عمل جس پر ہمارا حکم نہ ہو اس میں ہرگز ہرگز برکت نہیں ہوگی۔

☆ درودِ تنجینا والا قصہ ایک بزرگ شیخ موسیٰ کی طرف منسوب ہے، جبکہ مچھلی والا واقعہ جو کہ آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب ہے وہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔

☆ سلطان محمود والا درود بھی صرف انہیں کی طرف منسوب ہے جس کی حقیقت اللہ ہی جانتا ہے۔ وہ ایک عظیم مسلمان فاتح ہے۔ لیکن ان کے درود کی سنت کے سامنے کوئی حقیقت نہیں۔

☆ درودِ لکھی، ہزاری، مقدس، اکبری کی نہ صرف کوئی سند نہیں بلکہ ان کے فضائل بھی حقیقت سے کوسوں دور ہیں۔ کیونکہ وہ سب بلا اصول ہیں۔

☆ حضرت عائشہؓ والے درود میں تو اصل واقعہ کو بھی مسخ کر دیا گیا ہے جو کہ سورۂ نور میں وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ قرآنِ مجید میں نہ تو سورج کو قائم رکھنے کی کوئی بات ہے اور نہ ان کا اپنے تئیں کوئی درود بیان کرنے کی کوئی بات بیان کی گئی ہے۔ سیدہ عائشہؓ بھلا خود کیسے درود بنا سکتی ہیں جو کہ سنت کی معمولی سے معمولی حقیقت کو بھی فراموش نہیں کرتی تھیں .... اسی لئے درود و سلام وہی پڑھا جائے جو سنت سے ثابت ہے۔ ورنہ غیر مسنون درود نہ فرشتے لے کر ہی جاتے ہیں اور نہ ہی آنحضرت ﷺ اسے قبول کرتے ہیں کیونکہ وہ آپ ﷺ کی منشاء و مرضی کے خلاف ہوتا ہے۔

ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ اصل کے ہوتے ہوئے فرضی درود پڑھیں ...... آؤ اصلی درود اور افضل ترین درود ...... درودِ ابراہیمی (نماز والا) پڑھیں اور اپنی دنیا سنواریں اور اپنی آخرت کو روشن کریں۔ درودِ پاک کا پڑھنا بے حد و حساب برکتوں اور رحمتوں کا باعث کا ہے۔ جو درود نہیں پڑھتا وہ بد بخت ہے۔ جو درود نہیں پڑھتا وہ بخیل ہے۔

آیئے غور کریں!

اے میرے مسلمان بھائی/بہن!

وہ رسول محترم ﷺ جن پر اللہ اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے!...... جن کیلئے فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں...... جن کی عمر کی قسم اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اٹھائی ہے...... جن کی زندگی کو اللہ تعالیٰ نے نمونہ قرار دیا ہے...... جن کی اطاعت میں جنت اور نافرمانی میں جہنم ہے......

ہم سب اسی رسول محترم ﷺ کی امت ہیں، ہم سب نے اسی رسول محترم ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے، ہماری نسبت صرف اسی رسول محترم ﷺ کے ساتھ ہے۔ تو پھر یہ کیا کہ ہم نے علیحدہ علیحدہ نسبتیں قائم کر رکھی ہیں۔ علیحدہ علیحدہ فرقے اور مسلک بنا لئے ہیں...... علیحدہ علیحدہ نام رکھ لئے ہیں...... اور پھر اپنی اپنی نسبت...... اپنے اپنے فرقے اور اپنے اپنے مسلک پر فخر جتانے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔

کیا ہمارے دل اپنے اپنے پسندیدہ مسلکوں اور طور طریقوں پر پتھروں سے بھی زیادہ سختی سے جمے ہوئے ہیں کہ سنت رسول ﷺ جان لینے کے باوجود ہم انہیں چھوڑنے کو تیار نہیں۔

اے محبت رسول ﷺ کا دم بھرنے والو! اپنے نبی کی بات غور سے پڑھو...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي (بخاری/مسلم)﴾

”جس نے میری طریقے سے منہ موڑا، اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔“

رسول محترم ﷺ کا ارشاد مبارک پڑھ لیا ہے تو آیئے غور کریں کہ کیا ہم بے شمار کاموں میں اپنے مسلک یا خاندان کے رسم و رواج کو سامنے رکھ کر نبی ﷺ کی مخالفت نہیں کرتے...... اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نبی کی سچی محبت عطا فرمائے۔